سید کاشف گیلانی

ہم نے تو زیست اپنی بسر کی اَنا کے ساتھ

ظالم کرے جو ظلم کسی بے خطا کے ساتھ
دیتا نہیں میں اس کا کبھی مسکرا کے ساتھ

دیوانگانِ عشق کی ہمت تو دیکھئے
مقتل کو جا رہے ہیں مگر کس ادا کے ساتھ

گزرا ہوں بارہا میں عروج و زوال سے
کافر نہیں جو شکوہ کروں میں خدا کے ساتھ

بن جاتا ہے تماشا وہ دنیا کے سامنے
کرتا ہے دل کی بات جو ہر آشنا کے ساتھ

یہ زیست مجھے پوچھ کے بنتی جو ہم سفر
چلتا نہ دو قدم بھی میں اس بے وفا کے ساتھ

ہو جائے گی حضورِ خدا ہر دعا قبول
درکار ہے خلوص و محبت دعا کے ساتھ

میدانِ حشر میں بھی وہی کامیاب ہے
چلتا رہا حضورؐ کے جو نقشِ پا کے ساتھ

میں نے بلند کی جو صدا ظلم کے خلاف
اٹھی ہے ایک بھی نہ صدا اس صدا کے ساتھ

ہوتا ہے اپنے وقت پہ ہر زخم مندمل
کر لے مریض صبر ذرا سا دوا کے ساتھ

آخر گئے سکندر و دارا بھی خالی ہاتھ
لے جا سکا نہ کوئی بھی دولت کما کے ساتھ

ایسا لگا کہ جیسے کھلا ہو درِ بہشت
جسمِ نبیؐ کی آئی جو خوشبو صبا کے ساتھ

آواز یوں اٹھا کہ دہل جائیں عرش و فرش
رکھتا ہوں اختلاف دلِ بے نوا کے ساتھ

ڈرتا ہے کیوں سفر کی اذیت سے راہرو
تجھ کو تو ربطِ خاص ہے کرب و بلا کے ساتھ

ماں باپ جب گئے تو یہ احساس تب ہوا
سب کچھ گنوا چکا ہوں میں ان کا گنوا کے ساتھ

شاہوں کے آگے جھک گئے کاشفؔ وہ اور تھے
ہم نے تو زیست اپنی بسر کی انا کے ساتھ